JQSS: (Journal Of Quranic and Social Studies)
ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632
Volume: 5, Issue: 2, May-August 2025. P: 11-25
Open Access: https://www.jqss.org/index.php/JQSS/article/view/177
DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.15556423

Copyright: © The Authors

Licensing: this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

# حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کی علمی اور سماجی خدمات ایک مطالعہ

# A Study of the Scholarly and Social Services of Hazrat Sufi Muhammad Barkat Ali

1. **Madiha Erum**
Madihaerum03@gmail.com
PhD Scholar, Usool Uddin Department, University of Karachi, Karachi

2. **Syed Ateequllah Agha**
syed.ateequllah@alhamd.pk
Lecturer & Coordinator, Department of Islamic Studies, Al-Hamd Islamic University, Quetta

*How to Cite:* . Madiha Erum and Syed Ateequllah Agha (2025). A Study of the Scholarly and Social Services of Hazrat Sufi Muhammad Barkat Ali , *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*, 5(2), 11-25.

Abstract and indexing

Publisher
HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)
Balochistan Quetta

# حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کی علمی اور سماجی خدمات ایک مطالعہ

# A Study of the Scholarly and Social Services of Hazrat Sufi Muhammad Barkat Ali

Journal of Quranic and Social Studies
11-25
© The Author (s) 2025
Volume: 5 Issue:2, 2025
DOI:10.5281/zenodo.15556423
www.jqss.org
ISSN: E/ 2790-5640
ISSN: P/ 2790-5632

**Madiha Erum**
PhD Scholar, Usool Uddin Department,
University of Karachi, Karachi

**Syed Ateequllah Agha**
Lecturer & Coordinator, Department of Islamic Studies,
Al-Hamd Islamic University, Quetta

## Abstract

Sufi Muhammad Barkat Ali (1911–1997) was a renowned saint, mystic, and reformer of the 20th century, whose life, character, and teachings profoundly influenced hundreds of thousands of individuals. Originating from central Punjab and initially serving in the British Army, he rose to a spiritual stature rarely witnessed in modern times. His simplicity, eloquent language, and profound spiritual insight attracted followers from distant regions, forming a community marked by unique ethics, lifestyle, and thought. These followers lived harmoniously with themselves, others, and society at large. Sufi Barkat Ali was a steadfast adherent of Islamic teachings (Shariah), passionately emphasizing the practice of Qur'anic principles. His deep love for the Qur'an culminated in the establishment of the Qur'an Mehal, a symbol of devotion and a centre for authentic Islamic learning. Central to his message was the collective remembrance of Allah (Zikr), which he stressed as an essential means of spiritual connection and universal harmony. He authored numerous works, particularly focusing on the Beautiful Names of Allah and Words of Wisdom, which continue to serve as beacons of hope, spirituality, and moral guidance. Although Sufi Muhammad Barkat Ali has departed from this world, his spiritual legacy continues to illuminate the lives of millions globally.

**Keywords:** Sufi Muhammad Barkat Ali, Islamic Mysticism, Qur'an Mehal, Zikr, Spiritual Reformation, Islamic Teachings, Names of Allah, Words of Wisdom, Community Development, Modern Sufism.

**Corresponding Author Email:**
madihaerum03@gmail.com
syed.ateequllah@alhamd.pk

## 1. تمہید

اسلام کی روحانی تاریخ میں تصوف ایک ایسا دریا ہے جو ہر دور میں انسان کے باطن کو پاکیزگی، اخلاقی تطہیر اور معرفتِ الٰہی سے سیراب کرتا رہا ہے۔ جہاں کہیں دین کا ظاہر خشک رسوم تک محدود ہو جائے، تصوف وہاں اس کی اصل روح کو اجاگر کرتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں تصوف نے نہ صرف دین کو عوامی سطح پر قابلِ فہم اور قابلِ عمل بنایا بلکہ معاشرتی سطح پر انسان دوستی، اخلاص، امن، اور باہمی احترام جیسے اوصاف کو فروغ دیا۔

بیسویں صدی میں جب مسلمانانِ برصغیر نوآبادیاتی نظام، مغربی تہذیب کے دباؤ، اور فرقہ واریت جیسے چیلنجز سے نبرد آزما تھے، اُس وقت کچھ ایسی شخصیات اُبھریں جنہوں نے تصوف کی روایت کو نئے فکری تناظر میں زندہ کیا۔ ان ہی درویشانہ مزاج، فکری جرات اور روحانی حکمت رکھنے والوں میں حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ کا نام نمایاں ہے۔ آپؒ نے شریعت و طریقت کو ایک ساتھ لے کر چلنے والے ایسے عملی تصوف کی بنیاد رکھی جو قلب و روح کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرتی فلاح اور اخلاقی بیداری کا ذریعہ بھی بنا۔

یہ مقالہ صوفی محمد برکت علیؒ کی شخصیت، افکار، روحانی نظام، اور ادبی و فلاحی خدمات کا جائزہ پیش کرنے کی ایک کوشش ہے، تاکہ نہ صرف ان کی عظیم تحریک دارالاحسان کو علمی سطح پر سمجھا جا سکے بلکہ آج کے دور میں تصوف کی صحیح روح کو عصری سیاق و سباق میں پیش کیا جا سکے۔ اس تمہید کے ذریعے یہ بھی باور کروانا مقصود ہے کہ تصوف، اگر خلوصِ نیت، علم، اور عمل کے ساتھ ہو، تو وہ صرف خانقاہی نظام نہیں بلکہ ایک انقلابی، بامقصد، اور متوازن دینی تحریک بن جاتا ہے۔

صوفی محمد برکت علی 27 اپریل 1911 میں تحصیل لدھیانہ کے گاؤں برہمی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ اس کے بعد تکمیلِ تعلیم کے لیے پہلے ہلوارہ پھر رائے کوٹ کا رخ کیا۔ 9 اپریل 1930 میں انیس برس کی عمر میں آرمی میں شمولیت کی صوفی صاحب جنرل ہیڈ کوارٹر میں نہایت اہم اور حساس ذمہ داری پہ متعین تھے، فوجی ملازمت کے فرائض انجام دہی کے ساتھ ساتھ آپ کلیر شریف (حضرت علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار) پہ حاضری دیتے۔ 13 اپریل 1944 میں اپنے وقت کے معروف بزرگ شیخ سید امیر الحسن سہارنپوری کے ہاتھ پہ بیعت کی اور 22 جون 1945 میں فوج سے استعفیٰ دے دیا اور اپنی باقی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مخلوق کی خدمت میں بسر کی۔ آپ کی وفات 26 جنوری 1997 میں فیصل آباد میں ہوئی۔[1]

## 2. حضرت صوفی محمد برکت علی کی مشہور تصانیف:

کتاب منبع علم ہے جو انسان کو غور و فکر، حکمت و دانائی اور معرفت کی طرف لے جاتی ہے۔ کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم نے اپنا تعارف الکتاب کے طور پر کروایا۔

ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ[2]

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں، پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔

صوفی صاحب اس دور کی منفرد اور عہد ساز شخصیت ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے عنایت کیے گیے قلم و قرطاس سے اللہ کے دین کی احیاء و ترویج کی عالمگیر تحریک کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اپنے عمل و افکار سے شریعت اور طریقت کے مابین پیدا کردہ نظریاتی فرق کو ختم کیا، نہ صرف دنیاوی زندگی بلکہ روحانی زندگی گزارنے کا عمل بھی قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھال دیا۔ آپ کی تصنیفات اور تالیفات حقیقت و معرفت کے متلاشیوں کے لیے حکمت و بصیرت کا سرچشمہ ہیں۔

حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کی شخصیت ایک ہمہ جہت پہلو کی حامل تھی۔ آپؒ نہ صرف کشف و بصیرت کے مالک صوفی تھے بلکہ ایک صاحبِ علم مفکر اور مربی بھی تھے۔ آپؒ کا اندازِ بیان سادہ، مگر پر اثر اور حکمت سے بھرپور ہوتا تھا، جس میں عام انسان کی اصلاح اور دل کی بیداری کا گہرا پیغام پوشیدہ ہوتا۔ آپؒ کی تحریریں اور ملفوظات علم، عرفان اور فہمِ دین کا خزانہ ہیں جن سے ہر سطح کے طالب علم، محقق اور عالم یکساں طور پر استفادہ کر سکتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں قرآن و حدیث کا گہرا فہم، فقہی بصیرت، اور تصوف کی روحانی گہرائی جھلکتی ہے۔ علمی میدان میں آپؒ نے مخصوص اصطلاحات، مفاہیم اور تعبیرات کے ذریعے صوفیانہ تعلیمات کو عام فہم انداز میں پیش کیا، تاکہ ہر فرد خواہ کسی بھی علمی سطح پر ہو، حقیقت تک رسائی حاصل کر سکے۔ ان کی علمی وراثت نے تصوف کو محض خانقاہی نظام سے نکال کر ایک زندہ، متحرک اور مقصدی تحریک میں تبدیل کر دیا، جو فرد اور معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنی۔

"کتاب العمل بالسنۃ المعروف ترتیب شریف۔ مکشوفاتِ منازلِ احسان، اور مقالاتِ حکمت ہماری طریقت کا مستند نصاب ہے اس سے باہر ہم نے کچھ نہیں کرنا، اس پہ اکتفا اور استقامت، عین کامیابی ہے۔"[3]

صوفی محمد برکت علی لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ کا ادبی و علمی کام مسلم دنیا میں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے اللہ کے پیغام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کو پوری دنیا تک پہنچانے کے لیے، مذہب، اخلاقیات، طبیعات، یاتیات، فلسفہ اور نفسیات سمیت مختلف موضوعات پر تین سو سے زائد، رسائل و کتب تصنیف کیں۔ ان کا علمی مذہبی اور ادبی نوعیت کا کام، صوفیانہ ادب، نثر اور مسلم مصنفین کی فہرست میں شامل ہے۔ ان کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھنے والوں نے کی زندگی کے دوران ہی ان کی تصانیف کو دنیا کے مختلف حصوں میں پہنچایا، ان کی تصانیف کے باعث ہی لوگ دور دور سے ان سے ملتے آتے تھے۔ ان کی اکثر تصانیف، PDF کی شکل میں انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہیں۔

رانا محمد اصغر چشتی رقم طراز ہیں:

"تاجدارِ دارالاحسان نے تین سو سے زائد کتب و رسائل تصنیف کیں، جن میں مکشوفات منازلِ احسان، مقالات حکمت، ترتیب شریعت اور اسم النبی الکریم بھی شامل ہیں۔ ترتیب شریعت آپؒ نے قریباً 40 برس کی محنت پیہم کے بعد تصنیف کی۔ آج یہ کتاب مدینہ یونیورسٹی کے سلیبس میں شامل ہے۔"[4]

## 2.1 کتاب العمل بالسنۃ المعروف ترتیب شریف:

"کتاب العمل باسنتہ المعروف ترتیب شریف" حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کا ایسا نادر اور جامع مجموعہ احادیث ہے جو سادگی، صداقت، اخلاص اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی روح کا عکس ہے۔ یہ صرف ایک حدیثی مجموعہ نہیں بلکہ عملی زندگی کا آئینہ ہے—ایسا آئینہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اس ترتیب سے جلوہ گر ہیں کہ قاری نہ صرف علم حاصل کرتا ہے بلکہ عمل کی ترغیب بھی پاتا ہے۔ اس کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کسی مسلک، گروہ یا فرقے کے خلاف ایک جملہ بھی موجود نہیں۔ اس کی ترتیب محبتِ رسول، اتباعِ سنت اور روحانی تربیت کے خالص جذبے کے ساتھ کی گئی ہے۔

"ترتیب شریف' مسائل کی پیچیدگیوں میں الجھنے کے بجائے فضائلِ نبوی کو سامنے لاتی ہے، تاکہ قلوب کی اصلاح ہو اور امت محبت، اخلاص، اور اتباع کی روشنی سے منور ہو۔' یہ کتاب، کتاب العمل باسنتہ المعروف بہ ترتیب شریف حضور اقدس واکمل، اکرم واجمل، اطیب واطہر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی امین ہے، اس تالیف میں ایک پوری زندگی کی شب وروز مصروف عمل ہے۔"[5]

چودہ صدیوں کی تاریخ میں بے شمار حدیثی مجموعے سامنے آئے، لیکن کم ہی ایسے مصنفین نظر آتے ہیں جنہوں نے اپنی مرتب کردہ احادیث پر خود بھی مکمل طور پر عمل کیا ہو۔ حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف سنت کو قلمبند کیا، بلکہ اپنی پوری زندگی کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ بنا دیا۔ یہی وہ مقام ہے جو 'ترتیب شریف' کو محض ایک کتاب نہیں، بلکہ ایک زندہ روحانی وراثت بنا دیتا ہے۔ حضرت صوفی محمد برکت علیؒ نے علم حدیث اور اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی روح کو نہ صرف بیان فرمایا بلکہ اپنی زندگی میں اس پر کامل عمل کرکے دکھایا۔ آپ علم و عمل کے امتزاج کے قائل تھے۔ آپ کے نزدیک علمِ حدیث اُس وقت قابلِ قدر ہوتا ہے جب وہ سنتِ نبوی پر استقامت کے ساتھ عمل کی صورت اختیار کرے۔ اس فلسفے کی بہترین عکاسی ان کے اس مقالہ سے بیان ہے۔

"اگر کسی خوش نصیب، بالا بخت بندے کو اللہ تبارک تعالی اپنے خاص لطف و کرم سے اپنے حبیبِ اقدس صلی علیہ وآلہ وسلم کے علم الحدیث پہ توفیق اور توفیق پہ استقامت عطا فرمادے اسے گویا ہر شئے عنایت فرمادی۔ اپنے سارے خزانوں کے کنجیاں بخش دی۔ اسے ہر شئے دے دی۔ کوئی بھی باقی نہ چھوڑی اور یہ عنایت کی حد ہے۔ علم الحدیث کے عالم تو ہر جگہ آسانی سے مل سکتے ہیں لیکن عامل ملنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ بے رتے پھل کا۔ اللہ پاک اپنے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے والے گمنام فقیروں کو اپنے پاک پردوں میں ایسے چھپا کر رکھا کرتے ہیں جیسے کہ بادشاہ شاہی خزانے کی پیش قیمت لعلوں کو رکھا کرتے ہیں۔ اے ہم نشین! ہر شئے اس میں ہے اور اسی میں ہے یہ قرآن کی وہ کلید ہے جس کے بغیر کوئی بھی آدمی کبھی قرآن کریم کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔ اسی میں جلال ہے، اسی میں جمال ہے، یہی وصال ہے، یہی کمال ہے یہی ہوشمندی ہے اور یہی دیوانگی اور یہی فلسفہ ہے۔"[6]

نہ شریعت کا علم محض زبانی معلومات سے کامل ہوتا ہے، اور نہ ہی طریقت کا دعویٰ صرف ظاہری مشقوں سے معتبر ہو سکتا ہے۔ شریعت و طریقت دونوں کی اصل روح اپنے علم پر عمل سے وابستہ ہے۔ عمل محض ظاہری عبادات یا جسمانی افعال کا نام نہیں، بلکہ یہ دل کی کیفیت، نیت کی اخلاص، اور روح کی بیداری کا وہ راستہ ہے جو بندے کو بندگی سے اٹھا کر معرفتِ الٰہی کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کے نزدیک علم اس وقت مؤثر، بابرکت اور کامل بنتا ہے جب وہ عمل کی صورت اختیار کرے۔ ان کے نزدیک علمِ نافع وہی ہے جو قلب و باطن میں تبدیلی لائے، عمل میں اخلاص پیدا کرے، اور انسان کو اللہ کے قرب کی راہ پر گامزن کردے۔

"جب تک کوئی اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، نہ دلوں کی دوری ختم ہو سکتی ہے، نہ ابحاث اور نہ ہی کوئی حال بدل سکتا ہے۔ ہر کسی کی ہر شے اپنی اپنی جگہ جوں کی توں رہتی ہے۔ عمل سے خودی اور خودی سے مردانگی اور مردانیت زندگی کا جوہر ہے۔"[7]

ترتیب شریف کا پورا نام "کتاب العمل بالسّنۃ المعروف بہ ترتیب شریف ہے۔ محترم صوفی صاحبؒ نے تقریباً چالیس سال کے عرصے میں اس کو ترتیب دیا۔ دین محمد ضمیر کے مطابق:

ترتیب شریف صوفی محمد برکت علیؒ کی وہ یکتائے روزگار تصنیف ہے جس پر آپ نے تیئیس سال مسلسل محنت کی، اور جس کے پس منظر میں چالیس برس کی فکری و روحانی کاوش شامل ہے۔ یہ صرف ایک کتاب نہیں بلکہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اطاعت، اور سلوک کی عملی تصویر ہے۔ اس میں احادیث کا ایسا انتخاب پیش کیا گیا ہے جو سند کی صحت، غیر مسلکی طرز، اور اخلاقی فضائل پر مبنی ہے۔ یہ مجموعہ صرف علم نہیں بلکہ عمل کا بھی سرچشمہ ہے۔ مؤلف خود اس پر مکمل عمل پیرا رہے، جو اس کی انفرادیت اور تاثیر کو دوچند کر دیتا ہے۔ ترتیب شریف شریعت، طریقت، اور حقیقت، معرفت کا جامع نصاب ہے جو قاری کے دل کو نور اور روح کو سرور بخشتا ہے۔ یہ کتاب غافل کے لیے تنبیہ، سالک کے لیے رہنمائی، اور عاشقِ رسول کے لیے محبوب ترین تحفہ ہے۔ اس میں حدیثِ نبوی کو ایک ایسے دل نشین اور عاشقانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے جو سلوک کے ہر مرحلے کو روشن کرتا ہے۔ اس کی زبان میں جذب، اس کے حروف میں روشنی، اور اس کی ترتیب میں ایک خاص نورانی ترتیب جھلکتی ہے۔ مختصراً، 'ترتیب شریف' ایک ایسا لازوال ذخیرہ ہے جو اہلِ دل کے لیے زندگی، طہارت، اور قربِ نبوی کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ یہ سنتِ رسول کا عملی آئینہ، اور روح و نفس کی تربیت کا نایاب نسخہ ہے۔[8]

اس کتاب کو صوفی صاحب نے کئی نام دیے ان میں، ترجمانِ سنتِ مطہرہ، مظہر سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، علم الحدیث کا انمول خزانہ، اسوۂ حسنہ کا پرتو، فیوض و برکات کا چشمۂ بیکراں، اسلامی طرزِ معاشرت درس، دستور العمل، نظام الحیٰوۃ، نظام الاوقات، ترتیب شریف، نام سے موسوم کیا۔ اور پھر آخر میں "کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف" کے حسین و جمیل نام سے دائمی طور پر منسوب کر دیا گیا۔

اس مجموعہ "کتاب العمل بالسنۃ المعروف بہ ترتیب شریف" میں محدثین اور محققین کی صحاح سے ان شاہ پاروں کو نکال کر ایک خاص قرینے سے ترتیب دیا گیا ہے، جن سے روزمرہ زندگی کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ڈھالا جاسکے۔ ہر مقام پر احادیث کی افادیت اور تشریح بھی حاشیہ میں درج کر دی گئی ہے۔ دارالاحسان کی تین مختلف سائزوں میں شائع کی گئی کتاب العمل بالسنۃ کے تین ایڈیشنز ہیں:

کتاب العمل بالسنۃ الاوسط (درمیانی)۔

کتاب العمل بالسنۃ الصغیر (چھوٹی)۔

کتاب العمل بالسنۃ الکبیر (بڑی)۔

پہلی بار باقاعدہ کتابی صورت میں اسے 1384ھ میں طبع کیا گیا۔ یہ تقطیع چھ جلدوں اور ایک ہزار دو سو چورانوے (1294) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تقطیع کو "الاوسط" کا درجہ حاصل ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر اردو زبان میں احادیث کا مجموعہ ہے لیکن جہاں جہاں دعائیں آئی ہیں، ان کا عربی متن مع اعراب شائع کیا گیا ہے۔

## 2.2 اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابو انیس صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ کی تصنیف 'اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ پر مشتمل ایک جامع اور مستند کتاب ہے۔ یہ تصنیف پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف اسماء اور القابات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ہر نام کے ساتھ اس کی تشریح، معنی اور پس منظر پیش کیا گیا ہے تاکہ قارئین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور فضائل کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ یہ کتاب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے محبت اور عقیدت کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور مسلمانوں کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

دین محمد ضمیر رقم طراز ہیں:

"اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم'، بانی دار الاحسان، کی وہ مایہ ناز تالیف ہے جس میں اسمائے مبارکہ حروف تہجی کے اعتبار سے عمدہ ترین کتابت وطباعت سے منقش و مزین کئے گئے ہیں۔ ہر اسم مبارک کے تحت مکمل عربی / فارسی متن مع ترجمہ اور ماخذ کا مکمل حوالہ (یعنی کتاب کا نام، جلد اور صفحہ نمبر) اس کتاب کو سیرت کے محققین کے لیے ایک گراں قدر سرمایہ بنا دیتا ہے۔ اسمائے مبارکہ کی بنیاد پر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان یقیناً ایک نادر کاوش ہے۔ اور اس موضوع پر اس نوعیت کی تالیف تاحال منصۂ شہود پر نہیں آئی۔ پانچ جلدوں پر مشتمل متن کے 2142 صفحات میں 1437 مبارک نام موجود

ہیں۔ طباعت کا دورانیہ 1397ھ تا1409ھ ہے۔ (یعنی 1977ء تا1988ء) اس کے لیے عمدہ ترین کاغذ (جاپانی ایمبوس پیپر) استعمال کیا گیا۔ اسمائے مبارکہ کی خطاطی رئیس القلم حافظ محمد یوسف سدیدی کے اعجاز قلم کا نتیجہ ہے۔"[9]

## 2.3 مکشوفات منازل احسان:

راہِ طریقت کے سالکین جانتے ہیں کہ روحانی ارتقاء صرف نیکی کے حصول سے ممکن نہیں، جب تک کہ وہ اپنے باطنی دشمنوں—نفس، دنیا، اور شیطان—کو پہچان کر ان کے فتنوں سے خود کو محفوظ نہ رکھیں۔ جس طرح روشنی کی قدر اندھیرے سے ہوتی ہے، ویسے ہی معرفتِ الٰہی کی راہ میں شیطانی رکاوٹوں کا شعور ضروری ہے۔ سالک کی کامیابی کا انحصار صرف خیر کی طلب پر نہیں، بلکہ شر کی پہچان اور اس سے بچاؤ پر بھی ہے۔ تزکیۂ نفس، صفائے قلب، اور قربِ الٰہی تبھی ممکن ہے جب انسان غرور، حسد، ریا اور دنیا پرستی جیسے امراض سے نجات پائے۔ اصل سلوک یہی ہے کہ سالک خیر و محبت کے ساتھ ساتھ باطن کی تاریکیوں کو بھی پہچانے اور ان سے نجات حاصل کرے، کیونکہ دشمن کی شناخت کے بغیر دوست تک رسائی ممکن نہیں۔ مکشوفاتِ منازلِ احسان اسی خیر اور شر کی نشاندہی کرتی ہے جس سے سالک گزرتا ہے۔

مکشوفات منازل احسان، کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے دین محمد ضمیر رقم طراز ہیں "آپ نے ابتدا میں مختلف دینی موضوعات پر عام فہم، سادہ مگر موثر انداز کے چھوٹے چھوٹے رسائل طبع کروا کر مفت تقسیم کرنا شروع کیے پھر انہیں 'مکشوفات منازل احسان' کے عنوان سے پانچ جلدوں میں یکجا کر دیا۔ یہ چھوٹے بڑے بہتر (72) کتابچوں کا مجموعہ ہے، جسے بلحاظ حجم پانچ برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ صفحات کی کل تعداد 2596 ہے۔ طباعت کا دورانیہ ربیع الآخر 1397ھ تا رجب 1390ھ ہے۔

اس سلسلے کا پہلا کتابچہ دعوت و تبلیغ کے حقیقی مفہوم کی وضاحت میں ہے جب کہ آخری کتابچہ ابلیس نامہ ہے۔ آپ کی یہ تالیف لطیف سالک کو راہ سلوک و احسان کے نشیب و فراز کی مکمل آگاہی فراہم کرتے ہوئے رہنمائی کا فریضہ کماحقہ، ادا کرتی ہے۔ اسی لیے آپ نے اس کتاب کو آج کے دور کی کشف المحجوب قرار دیا۔[10]

## 2.4 مقالات حکمت:

متعدد اولیاءِ امت نے مخلوقِ خدا کی ہدایت اور رحمت کے لیے قلم کو وسیلہ بنایا اور ایسی کتب تصنیف کیں جو تاقیامت حقیقت کی اشاعت اور طریقت میں تزکیۂ نفس کے لیے منبع نور بنی رہیں گی۔ کتاب اللمع فی التصوف (ابو نصر السراج الطوسی)، قوت القلوب (ابو طالب المکی)، الرسالۃ القشیریہ (ابو القاسم القشیری)، کشف المحجوب (حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش)، احیاء علوم الدین (امام محمد غزالی) فتوح الغیب (شیخ عبدالقادر جیلانی عوارف المعارف (شیخ شہاب الدین سہروردی)، فصوص الحکم (حضرت محی الدین ابن عربی)، فوائد الفواد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء)۔ یہ کتب تصوف کی تعلیمات کو سمجھنے اور روحانی ترقی کے لیے اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں اور صدیوں سے طالبانِ حق کے لیے مشعلِ راہ بنی ہوئی ہیں۔

مقالاتِ حکمت کے بارے میں صوفی صاحب فرماتے ہیں:

"یہ شاعرانہ کلام نہیں، مِن وعَن حِکمت سے بھرپور مقالات ہیں، اپنے خیالات میں تبدیل مت کیا کر، روح کا نفس سے متحد ہونا تیرے میرے بس کی بات نہیں اللہ العلی العظیم و فضل الکریم اور فضلِ ربی کی عنایت ہوتا ہے، ناقص خیال اِس میں آ سکتا ہی نہیں۔"[11]

حضرت ابو انیس صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ کی تصنیف مکشوفات منازل احسان، جو عام طور پر مقالاتِ حکمت کے نام سے معروف ہے، ان کے ملفوظات اور ارشادات کا ایک جامع مجموعہ ہے۔ یہ تصنیف تیس جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں تقریباً نو ہزار صفحات پر آپ کے بارہ ہزار تین سو اکیاسی (12,381) مقالات شامل ہیں۔ ان مقالات میں قرآنی آیات، احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، اقوال و حکایاتِ سلف و خلف، اور ذاتی مشاہدات کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ مزید بر آں، ان میں جابجا آپ بیتی کے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اگرچہ ان تحریروں میں توحید، رسالت، شعائرِ اسلام، اوامر و نواہی، اور سلوکِ احسان کے متعدد پہلوؤں پر دلنشین مضامین موجود ہیں، لیکن انہیں کسی خاص ترتیب سے مرتب نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ حال کے کلام ہیں اور پہلے سے موجود کسی کتاب سے ماخوذ نہیں ہیں۔ اس لحاظ سے، یہ تصنیف قرآنی اسلوب کی پیروی کرتی ہے، جس میں مختلف مواقع کی مناسبت سے جہاں ضروری ہوا، موضوعات کو بیان کیا گیا ہے۔ تحریر کا انداز بالعموم سادہ اور عام فہم ہے، لیکن مخاطبین اور قارئین کا حلقہ وسیع ہونے کے سبب بعض مقامات پر رمز و کنایہ کا رنگ لیے ہوئے ہیں، جن کی تفہیم عام سطح سے بلند تر اذہان کے لیے مقصود ہے۔ اس کی پہلی جلد کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے: قرآن کی تعمیل میں ڈرنا کفر اور مرنا شہادت ہے، کفر سے بدتر اور شہید سے بہتر کل موت نہیں۔

جبکہ آخری مقالے کے آخری الفاظ درود و سلام پر مکمل ہوتے ہیں:

"صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔یوں، یہ مجموعہ قرآن کی تاکید سے شروع ہو کر صاحبِ قرآن، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔"[12]

## 2.5 دیگر کتب کے نام:

ان کی مذکورہ بالا تصانیف وتالیفات کے علاوہ، جسٹس (ر) منیر احمد مغل نے، اپنے مقالے 'ابو انیس، صوفی برکت علی' میں صوفی صاحب کی جن کتابوں کے نام نقل کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ابلیس نامہ (۲) آپ کے کان، ناک، آنکھ، دل، ہاتھ اور پاؤں (۳) آپ کون ہیں۔؟ (۴) ادعیۃ عند الکرب (۵) ادعیۃ خزینۃ البرکات (۶) اسلام اور رہبانیت (۷) اسلام اور سائنس (۸) اطمینان قلب (۹) الاستقامت (۱۰) المبلغ () اللہ معی (۱۱) الانفاق فی سبیل اللہ (۱۲) الآ لا ایمان لمن لآ محبۃ لہ (۱۳) الایمان (۱۴) الفقر فخری (۱۵) الحسد (۱۶) التوکل علی اللہ العظیم (۱۷) الاسماء الحسنیٰ (۱۸) اقرء کتابک (۱۹) تعلیم الاسلام (۲۰) تعارف مدرسہ تعلیم الاسلام صفویہ صمدانیہ سالار والہ (۲۱) تعلیم الدین (۲۲) تبلیغ الاسلام (۲۳) تبلیغ نامہ (۲۴) تقویم دار الاحسان (۲۵) جہاد فی سبیل اللہ (۲۶) جمعۃ المبارک (۲۷) حضور اقدس واکمل جناب رسول اکرم واجمل اطیب و اطہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۲۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام (۲۹) دفعیہ اثر جن وآسیب (۳۰) رہنمائے مبلغین (۳۱) ربوبیت (۳۱) طریقۃ الاسلام کے چار مینار، کونوا مع الصدقین (۳۲) عروس مملکت (۳۳) عین النعیم (۳۴) فکر عجیب در ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم (۳۵) فاستقم کما امرت (۳۶) فضائل بسم اللہ الرحمن الرحیم (۳۷) لولاک لما خلقت الافلاک صلی اللہ علیہ وسلم (۳۸) منازل السلوک (۳۹) مراقبہ عند الموت (۴۰) ملامت فقر کی شان ہے (۴۱) ماہنامہ دار الاحسان (۴۲) ہم کون ہیں؟ (۴۳) وھو معکم این ما کنتم (۴۴) وما قدروا اللہ حق قدرہ (۴۵) The Invitation to Islam[13]

## 3. حضرت صوفی محمد برکت علی کی دینی وسماجی خدمات:

حضرت صوفی محمد برکت علی نے فیصل آباد کے نواح میں دار الاحسان کے نام سے ایک ایسا روحانی واصلاحی مرکز قائم کیا جو آج بھی دنیا بھر کے طالبینِ حق کے لیے نور وہدایت کا مینار ہے۔ آپ کی دینی خدمات نہ صرف تصوف کی عظیم روایات کی تجدید پر مشتمل تھیں بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں باطنی تطہیر، اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ الٰہی کی حقیقی روح کو اجاگر کرتی ہیں۔ سماجی میدان میں آپ نے خدمتِ خلق کو عبادت کا درجہ دیتے ہوئے فلاحی ادارے، تعلیمی منصوبے، اور طبی سہولیات کے مراکز قائم کیے، جن میں سالانہ مفت طبی کیمپ نمایاں ہیں۔

### 3.1 قرآن محل:

قرآنِ کریم کی حقیقی قدر ومنزلت کا علم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہے اور اس کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ یہ کوئی عام کتاب نہیں، بلکہ ازل کے رب کا ازلی کلام ہے، جو محبوبِ خدا کے قلبِ مبارک پر نازل ہوا—نہایت کرم، نہایت شفقت اور بے پایاں محبت کے ساتھ۔ یہ کلام وہ ہے جو لوحِ محفوظ سے اترا، اور دلوں کی لوح پر ثبت ہونے کے لیے آیا۔ یہ روشنی کا وہ چراغ ہے جو ہر زمانے کے اندھیروں کو چیر کر راہ دکھاتا ہے۔ یہ کلامِ الٰہی صرف الفاظ نہیں، بلکہ زندگی کی سانس، روح کا رزق، اور دل کا سکون ہے۔ قرآن نہ صرف ہدایت کا سرچشمہ ہے بلکہ اُس ذاتِ حق کا پیغام ہے جو اپنے بندوں کو خود راستہ دکھاتا ہے۔ لیکن یہ ہدایت تب ہی دلوں میں اترتی ہے جب تدبر وتفکر کے چراغ روشن ہوں، جب عمل کے قدم رواں ہوں، اور جب دلوں میں تعظیم وتکریم کی خوشبو بسی ہو۔ قرآن کی تعظیم صرف ظاہری ادب تک محدود نہیں، بلکہ اس کی عظمت کا حق وہی ادا کرتا ہے جو اس کے نور کو اپنی زندگی کا چراغ بنالے، جو اس کے احکام پر سرِ تسلیم خم کرے، اور جو اسے صرف پڑھتا ہی نہیں، بلکہ اسے جیتا ہے۔ حضرت صوفی محمد برکت علی نے اپنی تمام زندگی قرآنِ کریم کے احکام پہ نہ صرف عمل پیرا رہے بلکہ اس کی تعظیم وتکریم کے لیے قرآن محل تعمیر کیا، جو اپنی طرز پہ بننے والا ادارہ ہے جو قرآنِ کریم تعظیم وتکریم میں بنا گیا۔

> "صوفی صاحب تعظیم قرآن کے لیے ہمیشہ متفکر رہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے عام اعلان کر دیا کہ قرآن کریم کے اس قسم کے نسخوں کو نہ جلائیں ، نہ پانی میں بہائیں، نہ دفنائیں، نہ کسی طرح تلف کریں بلکہ ہمارے پاس بھیجیں، ہم اسے قرآن کریم محل میں پورے اعزاز واکرام کے ساتھ قیامت تک کے لیے محفوظ کریں گے۔ دار الاحسان سالار والا کے بعد اپنی موجودہ قیام گاہ، کیمپ دار الاحسان اور موضع باہومان (ضلع شیخوپورہ) میں بھی آپ نے قرآن کریم محل بنوائے جن کی شان ہی نرالی ہے۔ یہ تینوں قرآن محل، قرآن کریم کے امین ہیں اور آپ نے ان کی شکل میں امت مسلمہ کو تعظیم قرآن کے لیے جو مثال فراہم کر دی ہے، اور جو راہ دکھائی ہے امید ہے اس کی روشنی میں ایسے مزید مراکز وجود میں آئیں

گے۔ ان مقامات پر مطبوعہ اور نادر ونایاب قلمی نسخے پورے اعزاز واکرام کے ساتھ رونق افروز ہیں، جن کی تعداد دولاکھ کے لگ بھگ ہے اور جن میں ایک تولہ سے لے کر دوٹن تک کے نسخے بھی شامل ہیں۔ بعض نسخے ایک ہزار سالہ قدیم ہیں۔"(14)

## 3.2 دارالاحسان کا قیام

اسلامی تعلیمات میں احسان صرف نیکی کا نام نہیں، بلکہ نیکی کو خوبصورتی، اخلاص اور کمال کے ساتھ انجام دینے کا نام ہے۔ احسان کا لغوی مفہوم ہے: "حسن پیدا کرنا، خوبصورتی عطا کرنا یا کسی عمل کو بہترین انداز میں انجام دینا۔" شریعت کی اصطلاح میں احسان کا مطلب ہے: "اللہ کی عبادت اس طرح کرنا گویا اُسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت نہ ہو تو کم از کم یہ یقین ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

احسان انسان کے قول، عمل اور نیت کو بلند کر کے بندگی کے اعلیٰ ترین مقام تک لے جاتا ہے۔ یہ وہ درجہ ہے جہاں عبادت رسم نہیں، جذبہ بن جاتی ہے؛ خدمت عادت نہیں، عبادت بن جاتی ہے؛ اور اخلاق محض معاشرتی توقع نہیں، بلکہ رب کی رضا کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ احسان، ایمان اور اسلام کے بعد دین کی تیسری اور بلند ترین سطح ہے، جو انسان کو روحانی بلندی، باطنی سکون اور حسنِ سلوک کی طرف لے جاتی ہے۔ حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کے حسنِ اخلاق، خالص نیت، اور روحانی بلند نظری کا مظہر ہے۔ اس میں نہ صرف اخلاقی برتری بلکہ روحانی اخلاص اور اللہ کی رضا کو مرکزی مقام دیا گیا ہے۔

"احسان کے میدان میں احسان کر ہر کسی سے کر بلا تمیز اور بلا معافظہ ہر کسی سے ہر معاملے میں احسان کر احسان کا کوئی بدلہ نہیں مگر احسان جو تو کرتا ہے اللہ دیکھتا ہے کسی اور کو دکھانے کی ضرورت ہی نہیں جس کے لئے تو کرتا ہے وہ دیکھ رہا ہے وہ کافی ہے احسان کر اگرچہ کہ احسان کا بدلہ احسان ہے پھر بھی بدلے سے بے نیاز ہو کر کر بے شک اللہ احسان کو پسند کرتا ہے اور احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"(15)

راؤ محمد شاہد اقبال رقم طراز:

"قیامِ پاکستان کے بعد آپؒ نے کچھ عرصہ گجرات میں قیام کرنے کے بعد حافظ آباد کے قصبہ سکھیکی میں کیمپ لگایا اور یہاں ایک سال تک مقیم رہے۔ بعد ازاں آپؒ نے سالار والا کو اپنی دینی، تبلیغی و رفاعی سرگرمیوں کا مرکز بنایا جو جلد دنیائے اسلام میں دارالاحسان کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس مقام پر آپؒ نے ایک خوبصورت مسجد، دو چھوٹی مساجد ایک دینی درسگاہ۔ قرآن کریم محل، مینار بیاد اصحاب بدرؓ اور ایک بہت بڑا فری ہسپتال قائم کیا۔ جہاں ہزارہا مریضوں کو نہ صرف علاج معالجہ کی مفت سہولتیں فراہم کی جاتیں، بلکہ ان کے خورد ونوش کا بھی اہتمام کیا جاتا اور اس کے معاوضہ میں ایک پیسہ تک وصول نہ کیا جاتا۔ اس طرح دارالاحسان میں روحانی علاج کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج بھی کیا جاتا۔"
(16)

ادیب جاودانی رقم طراز ہیں:

"حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانوی نے اپنی زندگی میں ہی سالار والا میں اپنی موروثی جائیداد اسلام کے لیے وقف کر دی تھی اور یہاں پر عظیم ادارے دارالاحسان کی بنیاد رکھی، جس کے وابستگان آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں"۔(17)

## 3.3 عالمی سربراہان کو دعوتِ اسلام:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت دراصل ایک ہمہ جہت اصلاحی پیغام تھا جو صرف ایک قوم یا خطے تک محدود نہ تھا، بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت، امن، اور فلاح کا عالمی منشور تھا۔ آپؐ کی دعوت کا بنیادی مقصد توحید باری تعالیٰ کا ابلاغ، انسانیت کی عزت و حرمت کا تحفظ، اور اخلاقی و معاشرتی نظام کی تطہیر تھا۔ یہ دعوت صرف قول تک محدود نہ رہی، بلکہ آپؐ کی سیرت، کردار، اور طرزِ عمل میں مجسم ہو کر ظاہر ہوئی۔ آپؐ نے صبر، حکمت، شفقت، اور تدریج کے ساتھ دلوں کو فتح کیا اور ظلم، جہالت، تفرقہ، اور ناانصافی کے اندھیروں کو علم، محبت، اور عدل کی روشنی سے بدل دیا۔ اللہ رب العٰلمین کا ارشاد ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَ(18)

"فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی بہترین نمونہِ (حیات) ہے"۔

اللہ رب العٰلمین نے، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اسوہ حسنہ اور آپ کی سیرت بے مثل کو دوسروں کے لیے قابل تقلید فرمایا۔

اللہ رب العٰلمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبلغ بنایا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ہر فرد کو مبلغ قرار دیا اور ارشاد فرمایا: "بلغوا عني ولو آية. 'ترجمہ: 'میری طرف سے (لوگوں کو) پہنچاؤ، خواہ ایک ہی آیت ہو"۔(19)

حضرت صوفی برکت علی کی دعوت و تبلیغ کا محور خالص دینِ اسلام تھا۔ ان کی دعوت نہ کسی فرقے، مسلک یا سیاسی تنظیم کے تابع تھی، نہ کسی دنیوی مفاد سے آلودہ۔ وہ قرآن و سنت کو دین کی اصل بنیاد سمجھتے اور اس سے باہر کسی تعبیر یا خود ساختہ تاویل کو قبول نہ کرتے۔ ان کے نزدیک دین کی دعوت وہی معتبر تھی جو سچائی، خلوص اور عملی کردار کے ساتھ ہو۔

حضرت صوفی محمد برکت علی فرماتے ہیں ہمارا مدعا درس گاہیں نہیں دین ہے نام و نمود نہیں تبلیغ ہے پیری مریدی نہیں اصلاح ہے اعداد و شمار نہیں معیار ہے ہمارا نصب العین، فرقہ وارانہ کشیدگی نہیں اتحاد بین المسلمین ہے تضحیک نہیں اکرام ہے ہمارا دین اور کوئی نہیں اسلام ہے ہمارا طریقہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہے اور ہم نے اس سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باہر کوئی قدم نہیں رکھنا اور کبھی نہیں رکھنا۔[20]

حضرت صوفی محمد برکت علی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے اپنے عہد کی ممتاز و معروف عالمی شخصیات کو قلم کے ذریعے دعوتِ اسلام پیش کی۔ آپ نے اس بات کا عملی ثبوت دیا کہ دین کی دعوت صرف مقامی سطح تک محدود نہیں ہونی چاہیے، بلکہ وہ عالمی سطح پر بھی پہنچنی چاہیے، جیسا کہ سیرتِ نبوی میں ہمیں اس کی روشن مثالیں ملتی ہیں۔

حضرت صوفی برکت علیؒ نے جن اہم شخصیات کو خطوط کے ذریعے اسلام کی دعوت دی، ان میں جاپان کے شہنشاہ ہیروہیٹو، پاپائے اعظم پوپ جان پال دوم، امریکی صدر رونالڈ ریگن اور برطانیہ کی ملکہ الزبتھ شامل ہیں۔ ان خطوط میں نہ صرف اسلام کا تعارف دیا گیا بلکہ محبت، امن، روحانیت اور اخوت کا وہ پیغام بھی شامل تھا جو انسانیت کے ہر فرد کے لیے ایک عالمگیر دعوت ہے۔

یہ خطوط صوفی برکت علیؒ کے وسیع النظر، عالمی سطح پر دینی شعور پھیلانے کے جذبے اور اس سنتِ نبوی پر عمل کی مثال ہیں جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے دور کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت پر مبنی خطوط ارسال فرمائے تھے۔۔

حضرت صوفی محمد برکت علی رحمۃ اللہ علیہ نے خدمتِ دین اور تبلیغ اسلام کے لیے ہمیشہ ایسے گوشے تلاش کیے جہاں عام مبلغین کی نگاہ کم ہی جاتی ہے۔ آپ نے خاص طور پر ان طبقات کو ہدفِ دعوت بنایا جنہیں معاشرے میں نظر انداز کر دیا گیا تھا، جیسے چنگڑ، جھگی نشین اور وہ پسے ہوئے طبقات جو اکثر اہلِ علم کی توجہ سے محروم رہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو نہ صرف معاشی اور سماجی طور پر کمزور تھے بلکہ دینی اعتبار سے بھی محرومی کا شکار تھے۔

آپ کی محنت اور حکمتِ عملی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج فیصل آباد اور گردونواح کے بے شمار گاؤں اور بستیاں ایسے نو مسلم افراد سے آباد ہیں جنہوں نے آپ کی دعوت کے ذریعے اسلام کی نعمت سے فیض حاصل کیا۔ یہ عمل نہ صرف تبلیغ کی وسعت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ دینِ اسلام ہر فرد، ہر طبقے اور ہر مقام پر پہنچانے کا تقاضا کرتا ہے۔

## 3.4 جیلوں میں تبلیغ اسلام:

قیدی بھی انسان ہیں، جن کے سینے میں دھڑکتا دل ہے، آنکھوں میں خواب ہیں، اور ماضی کی کسی لغزش یا مجبوری کا بوجھ لیے وہ جیل کی دیواروں میں قید ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ نفرت یا حقارت کا نہیں، بلکہ ہمدردی، اصلاح اور دعا کا رویہ اپنانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ اپنی خطا پر نادم ہوں، اور دل سے توبہ کر چکے ہوں۔ ایک ایسا ہاتھ جو ان کو تھام لے، ایک ایسا لفظ جو ان کے دل کو سہارا دے، ان کی زندگی بدل سکتا ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ مجرم سے نفرت نہیں، جرم سے نفرت کرو، اور بندے کو اس کے رب کی رحمت سے مایوس نہ ہونے دو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں قیدیوں کی خدمت کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۔

"یہ لوگ اس (اللہ) کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"[21]

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔۔ حضرت صوفی محمد برکت علیؒ نے پاکستان بھر کی جیلوں میں ذکرِ الٰہی کی مجالس کا انعقاد کیا اور تبلیغ کے ذریعے قیدیوں کی رُشد و ہدایت کی تربیت کے لیے ماحول سازگار کیا۔ آپؒ نے جیلوں کی لائبریریوں میں قرآن کریم، احادیث اور دارالاحسان کی مطبوعات رکھوائیں۔

آپؒ کی تبلیغی مساعی کا اعتراف سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل (فیصل آباد) ناصر محمود وڑائچ کے الفاظ میں:

"سنٹرل جیل فیصل آباد میں جناب صوفی صاحبؒ کی طرف سے نماز جمعہ پڑھانے کا انتظام کیا گیا۔ علماء کرام خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں اور ادائیگی جمعہ کے بعد محفل ذکر منعقد ہوتی اور اس کے علاوہ عیدین کی نماز بھی ادا کی جاتی ہے۔ عیدین کے موقع پر اسیران کے لیے کھانا بھیجا جاتا ہے جو ادارہ (دارالاحسان) کے ممبران کی نگرانی میں اسیران کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ لاوارث اسیران کی رہائی کے لیے جرمانہ و حرجانہ کی ادائیگی کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ لاوارث اسیران کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی

، تعلیمی بورڈ فیصل آباد اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں داخلہ جات کے لیے فیس ادارہ (دارالاحسان) کی طرف سے ادا کی جاتی ہے۔ لائبریری میں مذہبی کتب اور رسائل اسیر ان کے مطالعہ اور مذہبی رہنمائی کے لیے فراہم کیے جاتے ہیں۔ گرمی کی شدت کے پیشِ نظر جیل میں بجلی کے پنکھے (دارالاحسان کی طرف سے) فراہم کیے جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح پڑھانے والے اسیر ان کو اور درس نظامی وحفظ کلاسز کے طلبہ کو یومیہ دودھ اور افطاری کے لیے کھجوریں وغیرہ فراہم کی جاتی ہیں۔ جیلوں کی مسجدوں، بارکوں، احاطہ جات اور سنٹرل جیل میں درس نظامی اور حفظ کلاسز کے طلبہ کے لیے نماز پڑھنے اور قرآن وحدیث کی تعلیم کے لیے صفیں، رحلیں اور قرآن مجید فراہم کیے جاتے ہیں۔ موسم گرما میں جیلوں میں ٹھنڈا مشروب 'روح افزائی' پلایا جاتا ہے۔ جو قیدی اسیر ان کو ان کی جائے مشقت اور حوالاتی اسیر ان کو ان کی بارکوں اور احاطہ جات میں پہنچایا جاتا ہے۔ صوفی صاحبؒ نے جیل میں اسیر ان کے لیے فری آئی کیمپ کا اہتمام کیا۔"[22]

دین محمد ضمیر رقم طراز ہیں:

"پنجاب کے جیل خانہ جات میں دارالاحسان کے لوگ باقاعدگی سے کام کررہے ہیں۔ جرائم پیشہ لوگ اور مایوس قیدی، گناہوں کی دلدل سے نکل کر عرفان و آگاہی کی دولت سے مالامال ہوچکے ہیں۔ ہزاروں نشے کے عادی اس وقت پابند صوم وصلوٰۃ اور ذکر وفکر صبح گاہی کے خوگر ہوچکے ہیں۔ ان کو قرآن کی تلاوت ، تسبیحات، اور ذکر کے معمولات نے یکسر تبدیل کردیا اور یوں پاکستان کے مجرم خانے خانقاہوں کا نقشہ پیش کررہے ہیں۔ یہ سب کچھ صرف ایک مردِ درویش کی محبت کا جادو ہے۔ جس نے اللہ کی مخلوق کی خدمت کا حق ادا کردیا اور ماں باپ، بہن بھائیوں اور خونی رشتوں کے ٹھکرائے ہوئے راندہ درگاہ لوگوں کو بارگاہِ الٰہی میں پہنچا کر خدا اور رسول کے سامنے اپنی ذمہ داری سے سُرخ رو ہوئے۔"[23]

صوفی صاحب مقالاتِ حکمت میں فرماتے ہیں:

"قیدی مجبور ہیں، آزادنہ میل جال اور پسند کا کھانا کھانے سے محروم، تیری رحمت کے منتظر، ان کو جی بھر کے کِھلا۔"[24]

## 3.5 اتحاد بین المسلمین

اسلام کا پیغام ازل سے وحدت، اخوت، اور اجتماعیت کا علمبر دار رہا ہے۔ قرآن مجید کا واضح حکم ہے:

**"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** [25]

اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو، اور تفرقہ نہ ڈالو۔"

حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ نے اسی قرآنی اصول کو اپنی روحانی، دعوتی اور اصلاحی تحریک کی بنیاد بنایا۔ آپؒ کا پیغام 'اتحاد بین المسلمین' صرف نظریاتی دعویٰ نہ تھا، بلکہ ایک زندہ عملی تحریک تھی، جس کی جھلک ان کی تعلیمات، دارالاحسان کے نظام، اور روزمرہ زندگی میں نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ آپؒ اتحاد اسلام کی جان مانتے ہیں کہ اتحاد کا حامی اسلام کا حامی اور اسلام کا حامی صحیح مسلمان ہے، ہمارا نصب العین فرقہ وارانہ کشیدگی نہیں، بلکہ اتحاد بین المسلمین ہے۔

"تو مسلمان بن، نہ دیوبندی بن نہ بریلوی۔ دیوبندی اور بریلوی ایک ہی دین کی دو درس گاہیں ہیں، یہ دونوں درس گاہیں سو سالہ ہیں، ان سے پہلے ہم کون کہلاتے تھے۔ جب ہم تعصب سے بالاتر ہو کر فراخ دلی سے دور حاضر کی اس سب سے بڑی کشمکش کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دیوبندی اور بریلوی دونوں ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی ہیں، دونوں ہی کا مقصود رضائے الٰہی ہے، دونوں ہی ایک امام کے مقلد اور آپس میں بھائی بھائی ہیں"[26]

یہ صرف نعرہ نہ تھا، بلکہ آپؒ نے اپنے ادارے دارالاحسان میں کسی بھی فقہی، مسلکی یا جماعتی تعصب کو داخل نہ ہونے دیا۔ دارالاحسان کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی گئی، اور یہاں ہر مسلمان، چاہے وہ کسی بھی مسلک یا فقہی پس منظر سے تعلق رکھتا ہو، یکساں عزت، محبت، اور روحانی رہنمائی پاتا تھا۔ حضرت صوفی محمد برکت علیؒ کی پوری زندگی اس عظیم مقصد کے گرد گھومتی تھی۔ امتِ مسلمہ کو ٹوٹ پھوٹ، فرقہ واریت، اور تعصب سے نکال کر اخوت، اتحاد، اور حقیقی اسلام کے جھنڈے تلے اکٹھا کرنا۔ آپ کے دل میں ہر اُس سوچ کے لیے بے زاری تھی جو مسلمانوں کو تقسیم کرے یا مذہب کے نام پر نفرت پھیلائے۔ آپ نے ہمیشہ ایک ایسے اسلام کی دعوت دی جو محبت، رواداری، اور روحانیت سے لبریز ہو۔ آپ کی کوئی تحریر، کوئی خطاب، یہاں تک کہ آپ کے ذاتی مکالمات میں بھی، کبھی کسی فرقے یا مسلک کے خلاف تلخی یا نفرت کا شائبہ تک نہیں ملتا۔ آپ نے نہایت خلوص سے اسلام کو دینِ محبت کے طور پر پیش کیا، اور تمام مسلمانوں کو ایک مرکز پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی۔ آپؒ ہمیشہ دل سے دعا کرتے کہ اسلام کی کھوئی ہوئی شان وشوکت دوبارہ زندہ ہو، اور دنیا بھر میں بکھرے مسلمان ایک صف میں آکر امتِ واحدہ کی صورت اختیار کریں۔ یہ مرکز آپ نے 'اسلامستان' کا نام دیا۔ ایک ایسا اصلاحی تصور جہاں اللہ کا حکم، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی قانون وطرزِ حیات ہو۔ آپ نے ہر حال میں اتحاد، یگانگت، اور

دینِ اسلام کی سربلندی کو اپنی زندگی کا ہدف بنایا، اور یہی سبق اپنی روحانی اولاد اور چاہنے والوں کو دیا، کہ اختلافات کو چھوڑ کر، دین کی اصل روح پر جمع ہو جاؤ، کیونکہ یہی کامیابی کا واحد راستہ ہے۔

### 3.6 دارالحکمت:

حضرت ابو انیس صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ نے خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر طبی میدان میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی سرپرستی میں ایک عظیم الشان اسپتال قائم کیا گیا جو 1200 بستروں اور 1,25,000 مربع فٹ کے وسیع رقبے پر محیط ہے۔ یہ اسپتال اپنی نوعیت کا منفرد ادارہ ہے جہاں مریضوں کو صرف علاج ہی نہیں بلکہ مہمانوں جیسا احترام اور آرام فراہم کیا جاتا ہے۔ ہر سال آنکھوں کے امراض میں مبتلا اور نابینا افراد کے لیے دو مرتبہ مفت طبی کیمپ منعقد کیے جاتے ہیں، جن کے نتائج حیرت انگیز طور پر 99.09 فیصد درست ثابت ہوئے ہیں۔ جدید ترین طبی مشینری اور تربیت یافتہ عملہ نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونِ ملک سے بھی منگوایا جاتا ہے تاکہ ہر مریض کو اعلیٰ معیار کی سہولیات میسر آسکیں۔ یہاں تک کہ تمام طبی عملہ، معالجین، اور ادویات کی فراہمی مکمل طور پر فی سبیل اللہ ہوتی ہے، بغیر کسی معاوضے یا فیس کے۔ اس ادارے کا ایک اہم شعبہ دارالحکمت بھی ہے، جہاں اسلامی و یونانی طرزِ علاج کے تحت 24 گھنٹے مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ حضرت صوفی برکت علیؒ کی وفات کے بعد بھی ان کا مشن زندہ ہے، اور دیگر اہلِ خیر اس خدمتِ انسانیت کے کارواں کو اسی جذبے سے آگے بڑھا رہے ہیں۔ یہ اسپتال آج بھی 'خدمت برائے رضائے الٰہی' کی درخشاں مثال ہے۔ صوفی محمد برکت علیؒ نے دارالحکمت کی بنیاد رکھتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی:

"یا اللہ! ہماری نیت تیری بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت ہے، کوئی اور غرض نہیں اور ہم اس عزم پر اس ہسپتال کی بنیاد رکھتے ہیں کہ ہم ہر بیمار و نادار کی بے لوث خدمت کریں گے اور جب بھی کوئی بھی چاہے اور جس بھی حال میں ہو طبی امداد حاصل کر سکے۔"(27)

### 3.7 طبی سرگرمیاں (فری آئی کیمپ)

صوفی صاحبؒ نے دین حق کی دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ اپنی طبی سرگرمیاں بھی جاری رکھیں۔ اور اس شعبے میں اپنی بے لوث خدمات دار الحکمت المعروف دار الشفاء کی صورت میں سرانجام دیں۔ صوفی صاحب نے اپنی ان طبی خدمات کے حوالے سے تین نکات پیش کیے:

(1) خدائی اور رفائی کاموں کے ادارے خدا ہی کے حوالے ہوتے ہیں۔ ان کا وجود خدا ہی کے حکم و حکمت کے ماتحت نقل و حرکت پہ رواں دواں اور قائم ہوتا ہے۔

(2) کسی جماعت کے وجود کا نام، نام پہ نہیں کام پہ ہوتا ہے۔ اور اہل خدمت اہل کار ہوتے ہیں ہر کار آمد کام میں ہمہ تن و من مصروف ماشاء اللہ۔

(3) یہ دار الاحسان، ایک رفاہی اور متحرک ادارہ ہے۔ قیام و قیود و حدود سے بالا ماشا اللہ۔ اس کا وجود اور اس کی ہر شے میری یا کسی کی ذاتی ملکیت نہیں، اللہ تعالیٰ رب العلمین کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اس کی مخلوق کی بے لوث خدمت کے لیے کلی و قطعی طور پر وقف و مخصوص ہے، کسی بھی دیگر غرض کے لیے نہیں، ماشاء اللہ الحمد اللہ۔"(28)

دین محمد ضمیر رقم طراز ہیں:

"انہی اسولوں کے تحت، دار الاحسان، مین سو بستر کے خیراتی ہسپتال کی بنیاد جمعۃ المبارک 1392ھ (20 اکتوبر 1972ء) کو رکھی گئی۔ اور ابتدائی مرحلے میں آنکھوں کے علاج کے لیے دو بار (مارچ، اکتوبر) فری آئی کیمپ لگانے کا سلسلہ شروع ہوا۔"(29)

### 3.8 غربا و مساکین کی مالی معاونت

غربا و مساکین کی مالی معاونت اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے، جو نہ صرف ایک سماجی فریضہ ہے بلکہ روحانی ارتقاء کا ذریعہ بھی۔ مساکین اور غرباء کی مالی معاونت ایک ایسا عمل ہے جو انسانیت، ہمدردی اور باہمی فلاح کا مظہر ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں کمزور طبقے کا سہارا لیا جائے، وہاں نہ صرف غربت کم ہوتی ہے بلکہ دلوں میں قربت اور باہمی اعتماد بھی پیدا ہوتا ہے۔ کسی ضرورت مند کی مدد کرنا محض خیرات نہیں، بلکہ اس کے وجود کو تسلیم کرنا، اس کی عزتِ نفس کو بحال کرنا اور اسے زندگی کی دوڑ میں شامل رکھنا ہے۔ مالی تعاون سے صرف پیٹ نہیں بھرتا، دل کو بھی سکون اور حوصلہ ملتا ہے۔ ایسے اعمال معاشرے کو مہربان، متوازن اور مضبوط بناتے ہیں، اور انسان کو انسانیت کی اصل روح سے روشناس کراتے ہیں۔

مفلوک والحال انسانیت کو دِلاسا دینا احسان بھی ہے، اکرام بھی! یہی تیرے رب کو پسند!(30)

حضرت صوفی محمد برکت علی کی شخصیت میں خدمتِ خلق، سادگی، ایثار اور اصلاحِ معاشرہ کا جذبہ نمایاں تھا۔ مستحقین کی مالی امداد میں ان کا کردار منظم اور مؤثر رہا۔ جو کچھ بھی اس مقصد کے لیے خرچ کیا جاتا، اس کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا، تاہم بعض مواقع پر ان کے حکم پر دی جانے والی امداد براہِ راست ضرورت مندوں تک پہنچادی جاتی، جس کا اندراج کی نوبت بھی نہ آتی۔ ان کی مجلس میں جو بھی شخص اپنی حاجت لے کر آتا، وہ کسی نہ کسی صورت میں آسودہ خاطر ہو کر واپس لوٹتا۔ فقراء، یتامیٰ، بیوگان، معذورین اور محتاجوں کے لیے عملی مدد کی صورتیں فراہم کی جاتیں اور ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ ان کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ وہ خود سادگی سے گزارا کرتے، محدود وسائل پر قناعت کرتے، مگر دوسروں کی ضروریات پوری کرنے میں پیش پیش رہتے۔ ذاتی آرام و آسائش کو پس پشت رکھتے ہوئے دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوتے، اور اکثر مواقع پر اپنی مدد اس انداز میں پہنچاتے کہ ظاہر میں ان کی ذات کا کوئی دخل محسوس نہ ہوتا۔ ان کے لیے انسانی خدمت ایک مقصدِ حیات کی حیثیت رکھتی تھی، جس میں یتیموں کی کفالت، بیوگان کی سرپرستی، ناداروں کی امداد اور عمومی فلاحی منصوبے شامل تھے۔

"خدمتِ خلق ایک وسیع المعانی فیض ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا، سدا جاری رہتا ہے۔"[31]

ان کے طرزِ عمل سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ معاشرتی بھلائی کے لیے ایک مؤثر اور فعال کردار ادا کر رہے تھے۔ ان کی انہی صفات کی بنا پر عوام الناس میں ان کے لیے قدر و احترام کا جذبہ پایا جاتا، اور لوگ ان کے خلوص پر مبنی کاموں کو سراہتے تھے۔ ان کے عمل کی بنیاد عقیدت یا رسمی وابستگی کے بجائے ایک منظم خدمت، دلی اخلاص اور رفاہِ عامہ کا جذبہ تھی۔

## 4. خلاصہ

حضرت صوفی محمد برکت علی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت و تبلیغ ایک ایسا نمونہ ہے جس میں سنتِ نبویؐ، روحانی بصیرت اور عملی اخلاق کا امتزاج نظر آتا ہے۔ ان کا پیغام نہ صرف آج کے منتشر اور فکری الجھنوں سے بھرے معاشرے کے لیے راہِ نجات ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی مشعلِ راہ ہے۔ ان کی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ دین کی خدمت صرف مدرسوں، خطبوں یا تنظیموں سے نہیں، بلکہ دل کی سچائی اور عمل کی طاقت سے کی جاسکتی ہے

یہ مقالہ بیسویں صدی کی ممتاز روحانی و فکری شخصیت حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ کی تعلیمات، افکار، خدمات اور تصانیف کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ یہ مطالعہ اس پس منظر میں کیا گیا ہے کہ عصرِ حاضر میں تصوف کو یا تو خشک رسمی روایت بنا دیا گیا ہے یا اسے شریعت سے الگ ایک خانقاہی نظام کی شکل دے دی گئی ہے۔ صوفی برکت علیؒ نے اس فکری خلطِ مبحث کو دور کرتے ہوئے شریعت و طریقت کے باہم ربط پر مبنی ایک ہمہ گیر دینی، اصلاحی اور روحانی ماڈل پیش کیا۔

مقالے میں ان کے اسلوبِ دعوت، تصانیف کی فکری ساخت، دارالاحسان کے ادارہ جاتی کردار، اور ان کی عملی زندگی کو اس زاویے سے جانچا گیا ہے کہ آیا ان کا فکری ماڈل محض وجدانی تجربات کا بیان ہے یا ایک منظم فکری نظام۔ بالخصوص ترتیب شریف، مقالاتِ حکمت، مکشوفاتِ منازلِ احسان اور اسماء النبیؐ جیسی تصانیف کا تجزیہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی ساخت، مواد، طرزِ استدلال، اور فکری گہرائی کو جانچا جاسکے۔

مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ صوفی برکت علیؒ کا پیغام فرد کی روحانی اصلاح سے بڑھ کر ایک ایسا متوازن تصوف ہے جو عمل، علم، اخلاق اور فلاحِ عامہ کو یکجا کرتا ہے۔ ان کے ہاں تصوف، نہ مافوق العقل تصوراتی فلسفہ ہے اور نہ ہی محض روحانی خلوت گزینی؛ بلکہ وہ تصوف کو قرآن و سنت کے تناظر میں ایک زندہ، شعوری اور عملی تحریک سمجھتے ہیں۔

یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ صوفی محمد برکت علیؒ کی فکر اور جدوجہد، موجودہ روحانی جمود، فکری پراگندگی، اور خانقاہی جاہلیت کے خلاف ایک واضح تنقیدی موقف رکھتی ہے۔ ان کی شخصیت ایک فکری تحریک کی نمائندہ ہے جو روایتی تصوف کو از سرِ نو مرتب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

## حوالہ جات


1. ضمیر، دین محمد، تاجدار دارُالاحسان، (فیصل آباد، دارُالاحسان تبلیغی مرکز، ستمبر 1997ء) 20:
2. القرآن، سورہ البقرہ 2: 2
3. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت، 6203، دارالاحسان، فیصل آباد (اشاعت 1406ھ) 346:7
4. رانا محمد اصغر چشتی، "حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ"، روزنامہ پاکستان، 26 جولائی 2013
5. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت 1670، دارالاحسان، فیصل آباد (1395ھ)، 27:2
6. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالات حکمت 677، دارالاحسان، فیصل آباد، 148:1

7. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت 1080،، دارالاحسان، فیصل آباد، 1:265

8. ضمیر، دین محمد، تاجدار دار الاحسان، (فیصل آباد، دار الاحسان تبلیغی مرکز، ستمبر 1997ء، :154 تا 156

9. ضمیر، تاجدار داُر الاحسان، :175

10. ضمیر، تاجدار داُر الاحسان، 161

11. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت 11259، دارالاحسان، فیصل آباد،، 68:23

12. ضمیر، تاجدار داُر الاحسان، 169

13. https://papers.ssrn.com/sol3/papers.cfm?abstract_id=1933951/
(مغل، منیر احمد، 'ابو انیس، صوفی برکت علی'، 27 ستمبر 2011ء)

14. س-'ضمیر، دین محمد، تاجدار دارالاحسان، :91-92

15. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت 1027، دارالاحسان، فیصل آباد، 1:254

16. راؤ، "تاجدارِ دارالاحسان حضرت صوفی محمد برکت لدھیانویؒ" ہفت روزہ ندائے ملت، لاہور، 31 مئی 2018

17. https://www.nawaiwaqt.com.pk/12-Jun-2017/617012-

18. سورۃ الاحزاب (33) آیت: 21

19. صحیح البخاری، حدیث نمبر: 3461, کتاب: أحادیث الأنبیاء

20. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مکشوفاتِ منازلِ الاحسان، جلد اول، (فیصل آباد، کیمپ دارالاحسان)

21. سورۃ الدھر (76) آیت: 8

22. مون ڈائجسٹ صوفی برکت علی نمبر

23. ضمیر، تاجدار دار الاحسان، :258

24. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت 11156، دارالاحسان، فیصل آباد، 258:22

25. لقرآن، آلِ عمران: 103

26. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت، 556,557،، دارالاحسان، فیصل آباد، 94:1

27. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت، دارالاحسان، فیصل آباد، 11034, صفحہ نمبر 255:1

28. ضمیر، تاجدار دار الاحسان، :119

29. ضمیر، تاجدار دار الاحسان، :119

30. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت 11160، دارالاحسان، فیصل آباد، 259:22

31. لدھیانوی، برکت علی، صوفی، مقالاتِ حکمت 5532، دارالاحسان، فیصل آباد، 324:6


## ***References in Roman***

1. *Zamir, Din Muhammad. Tajdar Dar-ul-Ihsan. Faisalabad: Dar-ul-Ihsan Tableeghi Markaz, September 1997, 20.*
2. *Al-Qur'an, Surah al-Baqarah 2:2.*
3. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 6203. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad (1406H), 346.*
4. *Rana Muhammad Asghar Chishti. "Hazrat Sufi Muhammad Barkat Ali Ludhianvi (RA)," Roznama Pakistan, 26 July 2013.*
5. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 1670. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad (1395H), 27.*
6. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 677. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 148.*
7. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 1080. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 265.*
8. *Zamir, Din Muhammad. Tajdar Dar-ul-Ihsan. Faisalabad: Dar-ul-Ihsan Tableeghi Markaz, September 1997, 154–156.*
9. *Zamir,Tajdar Dar-ul-Ihsan, 175.*
10. *Zamir,Tajdar Dar-ul-Ihsan, 161.*
11. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 11259. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 68.*
12. *Zamir,Tajdar Dar-ul-Ihsan, 169.*
13. *Mughall, Munir Ahmad. "Abu Anis, Sufi Barkat Ali," SSRN, 27 September 2011. https://papers.ssrn.com/sol3/papers.cfm?abstract_id=1933951*
14. *Zamir, Din Muhammad.Tajdar Dar-ul-Ihsan, 91–92.*
15. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 1027. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 254.*
16. *Rao. "Tajdar-e-Dar-ul-Ihsan Hazrat Sufi Muhammad Barkat Ludhianvi (RA)," Haftrozah Nida-e-Millat, Lahore, 31 May 2018.*
17. *"Tajdar Dar-ul-Ihsan Hazrat Sufi Muhammad Barkat Ali," Nawai Waqt, 12 June 2017. https://www.nawaiwaqt.com.pk/12-Jun-2017/617012*
18. *Al-Qur'an, Surah al-Ahzab 33:21.*
19. *Sahih al-Bukhari, Hadith no. 3461, Kitab:Ahadith al-Anbiya.*
20. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Makshufat-e-Manazil-e-Ihsan. Faisalabad: Camp Dar-ul-Ihsan.*
21. *Al-Qur'an, Surah al-Dahr 76:8.*
22. *Monthly Moon Digest, "Sufi Barkat Ali Number."*
23. *Zamir,Tajdar Dar-ul-Ihsan, 258.*
24. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 11156. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 258.*
25. *Al-Qur'an, Surah Aal-e-Imran 3:103.*

26. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 556, 557. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 94.*
27. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 11034. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 255.*
28. *Zamir, Tajdar Dar-ul-Ihsan, 119.*
29. *Zamir, Tajdar Dar-ul-Ihsan, 119.*
30. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 11160. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 259.*
31. *Ludhianvi, Barkat Ali, Sufi. Maqalat-e-Hikmat 5532. Dar-ul-Ihsan, Faisalabad, 324.*